بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سلسلہ دعوت نمبر 14

لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ

اس کو غیر اللہ سے پاک ذہنوں کے سوا کوئی نہیں سمجھ سکتا

وَمَنۡ لَّمۡ یَحۡکُمۡ بِمَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ

اور جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کریں۔ پس یقیناً وہی اللہ کا انکار کرنے والے ہیں۔ 5/44

معجزات قرآن کی روشنی میں

عصاءِ موسیٰ سلام علیہ اور صالح سلام علیہ کی ناقہ

☆بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ☆

مُعۡجَزَہ : بنیادی مادے ع ج ز (ض) کے معنی عاجز ہونا۔ اَعۡجَزَ کے معنی ہیں عاجز کرنا۔ مُعۡجَز ''ایسی شے جو دوسروں کو دکھا کر اپنی بات منوانے کے لیے عاجز کر دینے والی ہو۔2/118 میں ایسا مطالبہ پہلے لوگ بھی انبیاء سے کرتے تھے۔ جب نبی سلامٌ علیہ سے یہ مطالبہ کیا جاتا ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یہ مطالبہ صرف بے علم قوم کرتی ہے۔ یہاں معجزہ کے لئے ''آیت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ ایک متشابہ کلمہ ہے جس کے تین مختلف معنی ہوتے ہیں۔(۱) قرآن کی آیت (۲) اللہ کی کائناتی تخلیق سورج، چانداور قدرتی عذاب وغیرہ (۳) معجزہ

یہ متشابہ کلمہ بھی اپنے سیاق وسباق میں اپنا ایک محکم معنی دیتا ہے۔لہٰذا واضح الفاظ میں قرآن اعلان کرتا ہے کہ یہ ھدایت کی کتاب ہے اور تُو ان کیلئے بشیر ونذیر ہے جیسے پہلے نبی گزر چکے ہیں ہم نے معجزہ دکھا کر اپنی نبوّت منوانے والا کوئی نبی نہیں بھیجا۔ ہر نبی کو صرف الکتاب دی ہے 2/213 یہ تیرا انکار کرتے ہیں یہ پہلے بھی نبیوں کو جھٹلا چکے ہیں۔ہم معجزے دے کر نہیں صرف کتاب دے کر ہی انبیاء کو لوگوں کے پاس بھیجتے رہے ہیں۔اگر معجزے کے بغیر ان کا انکار تجھ پر گراں ہے تو زمین میں سرنگ یا آسمان پر سیڑھی تلاش کرخود ہی ان کے لیے کوئی معجزہ لے آ 6/35 آیت میں معجزہ کے لیے آیت کا لفظ استعمال ہوا ہے فرمایا فَلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ 6/35 پس معجزہ کی خواہش کر کے نادانوں میں سے نہ ہوجانا۔اب طے ہو گیا کہ نبیوں سے معجزہ مانگنا ہو یا ان کے بعد معجزہ ماننا ہو جہالت ہے۔فرمایا ہم نے تو قرآن میں آیات ,احکامات ودلائل کھول کھول کر رکھ دیئے ہیں۔ان لوگوں کیلئے احکامات بیان کر دیئے ہیں جو قرآنی احکامات پر یقین کرنے والے ہیں۔2/118 ہم نے تیرے سامنے اے داعی قرآن انبیاء کے واقعات تیرے دل کی تثبیت کے لیے پیش کر دیئے ہیں۔ 11/120 انبیاء معجزوں کے بغیر الکتاب کے ذریعے ڈٹے تھے ہم نے ان کی مدد کی تھی اب ہر داعی قرآن کو حکم ہے کہ وہ بھی ڈٹ جائے اُس کی بھی مدد ہوگی۔اللہ کے قوانین کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے 6/34۔وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْتَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ''ط كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ط تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ط قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۞ اور جاہل کہتے ہیں اللہ ہم سے کیوں نہیں کلام کرتا یا ہمارے پاس کوئی معجزہ آتا۔اِن سے پہلے لوگوں نے بھی اِن کی طرح معجزے مانگے تھے۔(21/5,6,20/133) اِن کے ذہن متشابہ ہیں۔ہم نے آیات بیان کردی ہیں لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں۔ 2/118 وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِى الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِى السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ط وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلاَ تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۞ اور معجزہ نہ ہونے کی وجہ سے اگر تجھ پر اِن کی روگردانی گراں گزرتی ہے تو اگر تیرے پاس طاقت ہے تو زمین میں سرنگ یا آسمان میں سیڑھی تلاش کر پھر اِن کے پاس معجزہ لے آؤ۔اگر اللہ جبرًا ہدایت دینا چاہتا تو یقیناً ان کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔پس تُو جاہلوں میں سے نہ ہو جانا۔6/35 (2/118,26/4,11/120)

تَـاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ. 6/35۔ اٰیَۃ کا سہ حرفی مادہ ا ی ت ہے۔جس کے معنی نشان اور علامت کے ہیں اس سے مراد وہ نشانِ راہ ہے جس کی مدد سے منزلِ مقصود تک پہنچا جا سکتا ہے۔اللہ کی پہچان، دنیاوی زندگی میں صراط مستقیم اور آخرت میں مقام جنت کے حصول کیلئے قرآن حکیم میں آیاتِ بیّنات ہیں۔وہ واضح نشاناتِ راہ ہیں۔جن کی اتباع سے اللہ کی پہچان ہو جاتی ہے۔یہ آیات ہی انسان کے لئے صراطِ مستقیم ہیں اور آخرت میں انسان کے لئے مقامِ جنت تک جانے کے لئے یہی آیات نشاناتِ راہ ہیں۔جب انسان اِن نشاناتِ راہ سے دور ہو جائے یا ہٹ جائے تو ایسا راستہ جنت کی طرف جانے والا راستہ نہیں ہے۔17/88 آیت میں ہے کہ ان سے کہہ دو تمہارے لیڈر اور عوام سب مل کر قرآن کی مثل لاؤ تو وہ اس کی مثل نہیں لا سکتے۔سورۃ نمبر 17 آیت نمبر 90 تا 93 کافروں کی طرف سے معجزات کے مطالبے کی ایک لسٹ ہے۔کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ آپ ہمارے لئے اس زمین میں چشمے جاری کر دو۔یا آپ کیلئے کھجوروں اور آناروں کا باغ ہو اور کم از کم اُسی میں نہریں جاری ہوں یا پھر آپ ہمارے اوپر آسمان گرا دیں جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں کافروں کو اِن آیات کے آخر میں اللہ کے حکم سے جواب دیا گیا کہ انہیں کہہ دو **سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُـوْلًا**۔ میرا رب سبحان ہے اور میں صرف نوعِ بشر سے ہوں میرا کام اللہ کا قرآن پہنچانا ہے۔معجزات دکھانا نہیں۔میں کوئی مافوق البشر نہیں۔ظاہر ہے اگر انبیاء مافوق البشر ہوتے تو اُن کی اتباع ایک غیر معقول حکم کہلاتا۔اور انسان یہ کہہ کر قرآن کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا کہ یہ قرآن انبیاء کیلئے تھا اور وہ مافوق البشر تھے لہٰذا وہی اس پر عمل کر سکتے تھے۔ہم بشروں کی اس پر عمل کرنے کی طاقت نہیں۔کافر قرآن کی آیات کا نہیں بلکہ مافوق البشری معجزات کا نبی مکرم سے مطالبہ کر رہے ہیں۔6/35 آیت میں اٰیَۃ کا لفظ مافوق البشری معجزے کیلئے استعمال ہوا ہے۔اللہ نے یہاں نبی کی خواہش کا جواب دیا کہ اگر تیری یہ خواہش ہے کہ میرے پاس کوئی کافروں کے مطالبے پورے کرنے والا معجزہ نہیں اور تجھے اُن کا اس وجہ سے قرآن کا انکار گراں گزرتا ہے تو پھر آسمان میں سیڑھی لگاؤ اور زمین میں سرنگ لگاؤ جہاں سے بھی معجزہ ملتا ہے خود لے آؤ۔(6/35) ہم نبیوں کو معجزے نہیں دیا کرتے۔اگر معجزاتی طور پر جبرًا ہدایت دینی ہوتی تو سب لوگوں کو ہم ھدایت پر جمع کر دیتے جیسے زمین میں چلنے والے اور اُڑنے والے پرندے تمہاری طرح جماعتیں ہیں اور اِن کو ہم نے جو قانون دیا ہے اُن کو جبراً اس پر جمع کر دیا ہے۔اُن میں تفرقہ نہیں۔گویا تمہارا مطالبہ بھی یہی ہے کہ تمہیں بھی ان کی طرح جبراً ہدایت پر جمع کر دیا جائے(6/38)۔ لہٰذا معجزے کی خواہش کر کے جہالت کے مرتکب نہ ہونا۔اس آیتِ کریمہ سے یہ نظریہ اپنے حق ہونے میں چڑھتے سورج کی طرح عیاں ہے کہ اللہ نے اس سے پہلے بھی کسی نبی کو معجزہ دے کر جہالت والا کام نہیں کیا۔صرف کتاب اللہ ہی انبیاء کے پاس ہوتی تھی۔6/19 میں اللہ نے رسول اللہ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو کہہ دو کہ میری طرف صرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے۔تاکہ میں تمہیں اس قرآن کے ساتھ انذار کروں اور جس کو یہ قرآن پہنچے وہ بھی اسی کے ساتھ انذار کرے۔اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کو معجزے نہیں ملے بلکہ کتابِ ھدایت ملی ہے۔لیکن کافروں کا مطالبہ ہمیشہ معجزات ہی رہا ہے۔جس کی دلیل اللہ نے 2/118 میں فراہم کر دی ہے۔ارشادِ ربّانی ہے۔بے علم لوگوں کا

مطالبہ ہے کہ اللہ ہم سے بلا واسطہ کلام کیوں نہیں کرتا اور ہمارے پاس آیت یعنی معجزہ کیوں نہیں آتا۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جب نبی موجود ہوتا ہے تو اُس سے معجزے کا مطالبہ کرتے ہیں اور نبی انکار کرتا ہے کہ یہ میرے پاس نہیں اور میرے اختیار میں بھی نہیں ہے۔ لیکن جب وہ فوت ہو جاتا ہے تو اُس کے ماننے والے ہی اُس کے ساتھ معجزے جوڑ دیتے ہیں اور معجزے کو نبوت کا نشان قرار دیتے ہیں۔ جب کہ قرآن میں 6/35 آیت معجزہ کی خواہش رکھنے سے بھی منع کر رہی ہے کہ یہ جہالت کا عمل ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ نے معجزے انبیاء کو کبھی بھی نہیں دیئے۔ قرآن کے ترجموں میں جہاں معجزوں کا نظریہ ثابت ہوتا ہے وہاں تراجم میں نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ لہٰذا قرآن کی تعلیم بذریعہ ایمان وعملِ صالح لوگوں کو ہدایت کی طرف دعوت دینا ہے۔ یہ معجزوں کو ثابت کرنے والی کتاب نہیں ہے۔ لہٰذا معجزاتی تعلیم کی نفی کیلئے قرآن میں بہت سی آیات ہیں لہٰذا آپ کے لئے چند آیات کے حوالے یہاں پیش کئے جا رہے ہیں اُمید ہے کہ آپ اپنے ایمان کی اصلاح کے لئے اِن پر صدقِ دل سے غور فرمائیں گے۔ 2/118,29/50,2، 6/35، 11/120، 26/4 کیونکہ معجزات ماننے سے ان آیات کا انکار لازم آتا ہے۔ 2/118 اور 6/35 آیات تو آپ پڑھ چکے باقی مذکورہ آیات ترجمے کے ساتھ ملاحظہ فرمائیے۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِیْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۞ اور سب رسولوں کے حالات جو ہم تیرے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ تیرے دل کو تثبیت ہو اور اس میں تیرے پاس حق آ گیا ہے اور یہ واقعات مومنوں کے لئے واعظ اور نصیحت ہیں۔ 11/120

انبیاء کے واقعات سنانے کا مقصد داعی قرآن کی دلی تثبیت کے لئے ہے۔ اگر پہلے انبیاء کو اللہ نے معجزات دیئے تھے اور محمد رسول اللہ نے معجزات کی خواہش کی تو آپ کو حکم ہوا کہ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ پس تُو معجزے کی خواہش کر کے جاہلوں میں سے نہ ہو جانا۔ 6/35 خود فیصلہ کریں کہ کیا یہ تثبیتِ قلب ہے یا دل دکھانے والی بات ہے۔ لہٰذا یہ تثبیتِ قلب ہے کہ پہلے انبیاء کو بھی اللہ نے معجزات نہیں دیئے تھے اُنہوں نے اللہ کا پیغام بغیر معجزوں کے پہنچایا تھا اور حق پر ڈٹ گئے تھے لہٰذا آپ بھی ڈٹ جائیں۔ انبیاء کے واقعات میں حق ہے اور واعظ ونصیحت ہے۔ ثابت ہوا کہ انبیاء کے واقعات کے تراجم میں معجزات کا تصور اللہ کی منشاء کے خلاف ہے۔ ہمارے لئے ضروری ہے یا تو ان آیات کا ترجمہ معجزات کے مطابق کریں یا پھر معجزات والی آیات کے ترجمے پر نظر ثانی کریں۔ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۞ کیا پھر وہ قرآن پر تدبّر نہیں کرتے کہ اگر یہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو یقیناً وہ اِس میں بہت اختلاف پاتے۔ 4/82

4/82 آیت کی رو سے قرآن کے تراجم میں تضاد کا واضح مطلب ہے کہ یہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں۔ اللہ کی کتاب کے متن میں کوئی تضاد نہیں ہے لہٰذا تراجم بھی بغیر تضاد کے ہوں گے تو وہ اللہ کی کتاب کی نمائندگی والا ترجمہ ہوگا۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۞ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِيْنَ ۞ شاید تو اپنی جان کو ہلاک کرنے والا ہے۔ یہ کہ وہ قرآن کی باتیں ماننے والے نہیں ہیں۔ 3 اگر ہم جبراً منوانا چاہتے تو ہم ان پر آسمان سے کوئی ایسا نشان اتارتے ان کی گردنیں اس کے سامنے جھک جاتیں۔ 26/4 اس آیت کی رو سے اگر انسانوں

کومعجزات سے ہدایت دینی ہوتی تو اللہ یہ کام ہم خود کرتے کہ آسمان سے کوئی ایسا نشان اُتارتے کہ لوگ بات ماننے پر مجبور ہو جاتے ۔لوگوں کومعجزات سے ہدایت دینا ہماری منشاء ہی نہیں تو لوگوں کو بھی یہ خواہش نہیں کرنی چاہیے ۔ یہ بات مومن کی سمجھ میں تو آتی ہے کہ انبیاء کے پاس کتاب ہوتی ہے معجزات نہیں ہوتے مگر دوسرے آدمی کی سمجھ سے یہ بالاتر تو نہیں مگر وہ سمجھنا ہی نہ چاہتا ہو تو اس انکار کو کیا کہیں گے ۔ 2/118 آیت پڑھ لیں ۔ یہ معجزات کا مانگنا ہو یا ماننا ہو یہ علم والے لوگ نہیں ہیں ۔ یہ بے علم لوگوں کا مطالبہ ہے پہلے بھی کرتے ،اب بھی کرتے اور آئندہ بھی کریں گے۔آیئے عصائے موسیٰ کا مطالعہ شروع کرتے ہیں کہ قرآن اور عام لوگوں کے موقف میں کیا فرق ہے۔

☆عصائے موسیٰ☆

فَـاَلْقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعْبَان '' مُّبِیْن '' 7/107۔پس اُس نے اللہ کی وحی کردہ کتاب (28/43) پیش کردی تو اس وقت یہ باطل پر بڑا واضح حملہ تھا۔آیت میں عَصَا اور ثُعْبَان '' مُّبِیْن '' سمجھنے والے الفاظ ہیں۔عَصَا کا سہ حرفی مادہ ع ص و ہے عَصَا یَعْصُوْ کے معنی لاٹھی مارنا ،زخم کو باندھنا ،جمع کرنا ع ص ی (س) لاٹھی لینا اور عَصَی یَعْصِی کا معنی نافرمانی بھی ہوتا ہے ۔اَلْعَصَا سہارے کی شے لاٹھی ،علم ،زبان ، جماعت ،قوت اور اجتماع کے معنی عربی لغت میں مل جاتے ہیں ۔قوت کے لحاظ سے ہر قوت والی شے کے لئے یہ لفظ مستعمل کرنا جائز ہے ۔وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یٰمُوْسٰی 20/17 آیت میں وادی طوٰی میں موسٰی سلام '' علیہ کو وحی کا علم دینے کے بعد یہ پوچھا۔اے موسیٰ! تیری قوت میں اِس وحی کا کیا مقام ہے۔اس کے جواب میں موسٰی سلام '' علیہ نے اپنے رب سے عرض کی کہ هِیَ عَصَایَ یہ میرا عصا ہے۔عصا سے مراد یہاں قوت ،علم ، جماعت اور زبان ہے۔ کہنے کا مقصد ہے اب سب کچھ میرا یہ وحی کا علم ہے۔اب اس سے میں سارے کام لوں گا ۔ 2/60,7/117,160,26/63,27/10,28/31 اِن مذکورہ مقامات میں موسٰی سلام '' علیہ کو حکم ہے کہ وہ اپنا عصا پیش کرے۔ان آیات میں عَصَاکَ کے الفاظ استعال ہوئے ۔ 7/107,26/32,45 آیات میں عَصَاهُ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔اس کی جمع عِصِیٌّ 20/66,26/44 میں ہے جس سے مراد اُن کی کفریہ شرکیہ کتابیں اور باطل دین ہے جس کے مقابلے میں موسٰی سلام '' علیہ نے وحی کردہ علم جو اُسے اللہ کی طرف سے ملا تھا وہ پیش کیا تھا جس کو موسٰی سلام '' علیہ نے خود کہا تھا کہ یہ میرا عصا ہے۔ پھر اللہ نے بار بار یاد دلایا کہ اپنا عصا پیش کر۔موسٰی سلام '' علیہ کو بھی یقین ہو چکا تھا کہ یہ علم وحی زبردست چھپی ہوئی قوت ہے جسے 27/10 اور 28/31 آیات میں کَاَنَّهَا جَآنٌّ ' کہا گیا ہے۔ 7/107 اور 26/32 آیات میں ثُعْبَان '' مُّبِیْن آیا ہے۔ ثُعْبَان کا سہ حرفی مادہ ث ع ب ہے۔جس کے معنی بہانا ، جاری کرنا اور حملہ کرنے کے ہیں۔ ثُعْبَان بابِ فعلان پر مبالغے کا صیغہ ہے۔اس کے معنی سیلاب ، تیز دھارا ، آبشار اور زبردست حملے کے ہیں جب موسیٰ سلام '' علیہ نے اپنا عصا یعنی وحی کی تعلیم پیش کی تو یہ فرعون کے ظلم پر ایک واضح زبردست حملہ تھا۔مزید دوسرے مقامات جو عصا کے موضوع کی تصریف اور عصا کی مترادف آیات ہیں ۔اللہ عصا کے معنی واضح کر رہا ہے۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔

نمبر 1۔ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ؕ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ 10/78 کہنے لگے کیا آپ ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہمیں دین سے پھیر دیں جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا اور تمہارے لئے ملک میں تمہاری بڑائی ہو جائے لہٰذا ہم تمہیں ماننے والے نہیں ہیں۔

نمبر 2۔ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ 10/82۔ ترجمہ۔ اور اللہ اپنے کلمات کے ساتھ ہی حق کو ثابت کرے گا اگر چہ مجرموں کو ناپسند ہی ہو۔

نمبر 3۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ 14/5۔ ترجمہ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ بھیجا تھا یہ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لائے اور ان کو اللہ کے یہ تاریخی سبق آموز ادوار یاد دلائے۔ یقیناً اس میں ہر ڈٹ جانے والے مومن کی تثبیتِ قلب کے لئے نشانِ راہ ہیں۔

نمبر 4۔ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْۤا اَيْدِيَهُمْ فِيْۤ اَفْوَاهِهِمْ وَ قَالُوْۤا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَ اِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَاۤ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۔ 14/9 ترجمہ۔ اُن کے پاس اُن کے رسول واضح احکام لے کر آئے تھے۔ پس حیرت سے اُنہوں نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں پر رکھ لئے اور کہنے لگے یقیناً ہم نے انکار کر دیا ہے اُس پیغام کا جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو (43/24)۔ اور بے شک ہم اس کے بارے شک میں ہیں جس کی طرف تم دعوت دیتے ہو۔ یہ تو بڑا ہی ٹیڑھا مشکوک راستہ ہے۔

نمبر 5۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى 20/44۔ ترجمہ۔ پس اسے وحی کا بااصول پیغام سنا دو شاید وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے آخرت کی جوابدہی سے۔

نمبر 6۔ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰى وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ ج وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ۞ ترجمہ۔ موسیٰ نے ان چالبازوں سے کہا تمہاری بربادی ہے تم اللہ پر جھوٹ افترا نہ باندھو ورنہ وہ تم کو عذاب سے برباد کر دے گا۔ اور جس نے بھی افترٰی کی وہ نامراد ہو گیا۔ 20/61

نمبر 7۔ قَالُوْۤا اِنْ هٰذٰىنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَ يَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ترجمہ۔ کہنے لگے یقیناً یہ دونوں جادو بیان ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اپنی سحرانہ تقریروں سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور وہ تمہاری زندگی کے بہترین طریقے کو ختم کر دیں۔ 20/63

نمبر 8۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا 20/72۔ ترجمہ۔ انہوں نے اعلان کر دیا ہم ہرگز تجھے ترجیح نہیں دے سکتے اس واضح علم کے مقابلے میں جو ہمارے پاس آ چکا ہے اور اس ذات پر جس نے ہم کو پیدا کیا ہے۔ پس تُو فیصلہ کر دے جو تُو کرنے والا ہے (7/126) یقیناً تُو اسی دنیاوی زندگی میں فیصلہ کر سکتا ہے۔

نمبر9۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی وَاَخَاہُ ھٰرُوْنَ ۵ بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ 23/45 ۔ترجمہ۔پھرہم نے موسیٰ اور اُس کے بھائی ہارون کو اپنی آیات یعنی واضح سند کے ساتھ بھیجا تھا۔

نمبر10۔ فَاذْھَبَا بِاٰیٰتِنَآ اِنَّا مَعَکُمْ مُّسْتَمِعُوْن 26/15 ۔ترجمہ۔فرمایا ہرگز یہ نہیں ہوگا پس تم دونوں ہماری آیات کے ساتھ جاؤ بے شک ہم تمہارے ساتھ ہیں سننے والے ہیں۔

نمبر11۔فَلَمَّاجَآءَ ھُمْ مُّوْسٰی بِاٰیٰتِنَابَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا ھٰذَآ اِلَّا سِحْر'' مُّفْتَرًی وَّمَاسَمِعْنَا بِھٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ۔پس جب موسیٰ ہماری واضح آیات کے ساتھ اُن کے پاس آئے تو انہوں نے کہا۔نہیں یہ باتیں مگر گھڑا ہوا جھوٹ ہے اور ہم نے یہ باتیں اپنے پہلے بزرگوں سے کبھی نہیں سنیں۔28/36

نمبر12۔وَقَالُوْالَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰت'' مِّنْ رَّبِّہٖ ط قُلْ اِنَّمَا الْاٰیٰتُ عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِیْر'' مُّبِیْن'' ۵ اَوَلَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ یُتْلٰی عَلَیْھِمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَرَحْمَۃً وَّذِکْرٰی لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ترجمہ۔کہتے ہیں اِس پر اِس کے رب کی طرف سے معجزات کیوں نہیں نازل کیئے گئے۔کہہ دو یہ صرف اللہ کے اختیار میں ہوتے ہیں(6/35)۔یہ میرا کام ہی نہیں ہے۔میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔معجزوں کی بجائے کیا بھلا اِن کو یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے تیرے اوپر کتاب نازل کردی ہے جو اِن پر تلاوت کی جاتی ہے۔یقیناً اِس میں رحمت اور نصیحت ہے اُس قوم کے لئے جو اللہ کو لاشریک مانتی ہے۔29/50,51۔

نمبر13۔وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ 40/23 ۔ترجمہ۔یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات یعنی واضح دلائل کے ساتھ بھیجا تھا۔

نمبر14۔وَلَقَدْ جَآئَکُمْ یُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَازِلْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّمَّا جَآئَکُمْ بِہٖ ط حَتّٰیٓ اِذَا ھَلَکَ قُلْتُمْ لَنْ یَّبْعَثَ اللّٰہُ مِنْ م بَعْدِہٖ رَسُوْلًا ط کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ ھُوَمُسْرِف'' مُّرْتَابُ'' اور یقیناً تمہارے پاس اِس سے پہلے یوسف واضح دلائل لایا تھا۔پس تم اس کے بارے ہمیشہ شک میں رہے جو وہ لایا تھا حتیٰ کہ جب وہ ہلاک ہوگیا۔تم نے کہا اللہ اس کے بعد ہرگز رسول نہیں بھیجے گا۔اسی طرح اللہ گمراہ قرار دیتا ہے جو بھی حد سے گزرنے والا شک کرنے والا ہے۔40/34

نمبر15۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ ئِہٖ فَ قَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ترجمہ۔اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی آیات کے ساتھ فرعون اور اُس کے سرداروں کی طرف بھیجا تھا۔پس اُس نے کہا کہ میں رب العالمین کا پیغام پہنچانے والا ہوں۔43/46

مذکورہ آیات پر دیانت داری سے غور کریں تو چڑھتے سورج کی طرح واضح ہو جائے گا کہ عصا سے مراد وحی ہے جو اُن کے بزرگوں کے خود ساختہ دین کے خلاف تھی۔14/5,23/45,26/15,28/36,40/23,43/46 آیات میں عصا کا مترادف آیات کا لفظ استعمال ہوا جس کا واضح مطلب ہے کہ اللہ نے عصا کے معنی آیات کر دیئے ہیں۔20/44 میں قَوْلًا لَّیِّنًا

فرما کرعصا کے معنی قَوۡلًا لَّيِّنًا کر دیئے ہیں۔وَلَقَدۡ جَآئَکُمۡ يُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآئَکُمۡ بِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَا هَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ کَذٰلِکَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِف'' مُّرۡتَابُۨ ۝ اور یقیناً تمہارے پاس اِس سے پہلے یوسف بھی یہی واضح دلائل لایا تھا۔پس تم اس کے بارے بھی ہمیشہ شک میں رہے جو وہ لایا تھا حتیٰ کہ جب وہ ہلاک ہوگیا۔تم نے کہا اللہ اس کے بعد ہرگز کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔اسی طرح اللہ گمراہ قرار دیتا ہے جو بھی حد سے گزرنے والا شک کرنے والا ہے۔40/34۔مردِ مومن کی فرعون کے دربار میں تقریر کا یہ ایک اقتباس ہے۔وہ کہہ رہا ہے کہ موسیٰ سے پہلے یوسف بھی یہ واضح دلائل لے کر آیا تھا۔ظاہر ہے یوسف سلام' علیہ کوئی ڈنڈا نہیں لایا تھا وہ اللہ کی کتاب لایا تھا،آیات لایا تھا۔لہٰذا موسیٰ بھی کتاب ہی لائے تھے اس کا قرآن میں بار بار تذکرہ ہے۔یہاں ایک حوالے کا ذکر کرنا ضروری ہے۔یہ درج ذیل ہے۔ثُمَّ اٰتَيۡنَا مُوۡسَی الۡکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ وَتَفۡصِيۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ وَّهُدًی وَّرَحۡمَةً لَّعَلَّهُمۡ بِلِقَآءِ رَبِّهِمۡ يُؤۡمِنُوۡنَ 6/154 ترجمہ۔اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ اُس قوم پر نعمت پوری کریں جو حسن کارانہ کام کرے اور یہ ہدایت ورحمت کی تفصیل تھی ہر لحاظ سے تاکہ وہ اپنے رب کے سامنے پیش ہونے پر ایمان لائیں۔6/154 قرآن میں 26/44 میں **عصیهم** کے ساتھ **حبالهم** بھی آتا ہے اور قرآن میں 3/103 حبل اللہ کے معنی اللہ کی کتاب لیا جاتا ہے۔پھر **حبالهم** سے اُن کے باطل دین کی کتابیں مراد لینا بھی درست ہے۔ اِس باطل دین کی کتابوں کے مقابلے میں موسیٰ کے پاس وحی شدہ کتاب تھی جسے موسیٰ نے عصا کہا تھا اس طرح **عصیُّهم** اُن کی خودساختہ کتابوں کو کہا گیا ہے۔حیرت کی بات ہے کہ جب عصا کو ڈنڈا ماننے کے لئے ذہن بن جاتا ہے اور اُس سے معجزات ثابت کرنے کے لئے ذہن تیار ہو جاتا تو آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں۔خشک سمندر میں بھی پانی نظر آتا ہے۔خشکی کو بھی پانی بنا کر کہا جاتا ہے کہ اس پر ڈنڈا مار کر رستے بنالے۔قرآن میں 20/77 میں **الۡبَحۡرِ يَبَسًا** کے الفاظ ہیں جس کے معنی ایسا سمندر ہے جو خشک ہوتا ہے۔جغرافیہ کی زبان میں اسے آبنائے خاک کہتے ہیں جو دو سمندروں کے درمیان خشک قطعہ زمین ہوتا ہے اور سمندر کے مدوجزر کی رینج میں ہوتا ہے۔جب سمندر میں طوفانی لہریں اُٹھنے کا دور ہوتا ہے تو یہ آبنائے خاک بھی سمندر بن جاتی ہے۔ جب یہ دور ختم ہوتا ہے تو یہ قطعہ زمین خشک ہو جاتا ہے اور پانی واپس سمندر کی طرف لوٹ جاتا ہے۔موسیٰ اس قسم کی آبنائے خاک یعنی خشک راستے سے گزر رہے ہیں۔**الۡبَحۡرِ يَبَسًا** قرآن کے الفاظ اس پر شاہد ہیں۔لہٰذا قرآن میں عصائے موسیٰ سے مراد وحی شدہ کتاب ہے ڈنڈا نہیں ہے۔اب عصا کو وحی ماننے میں دو رائے نہیں ہونی چاہیے کیونکہ عصا کے معنی اللہ نے آیات اور کتاب تصریفِ آیات سے کر دیئے ہیں۔ہم اپنی زبان میں بھی کہتے ہیں جس کی لاٹھی اُس کی بھینس تو لاٹھی سے مراد ہماری طاقت اور قوت ہی ہوتا ہے اور بھینس سے مراد دنیا کی ہر نعمت ہے۔علم بہت بڑی طاقت ہے قوت ہے اس میں دو رائے نہیں ہیں۔یہ بات تسلیم شدہ ہے۔لہٰذا علمِ وحی بہت بڑی قوت ہے اس پر بلا تحقیق ایمان لانے کی ضرورت ہے۔ثابت ہوا کہ عصائے موسیٰ کتاب اللہ اور آیات کا مترادف لفظ ہے۔

النَّاقَةَ

النَّاقَة کا سہ حرفی بنیادی مادہ ن وق ہے جس کے معنی گوشت سے چربی اُتارنے کے ہیں۔ پھر اس کے معنی کام کو عمدگی سے کرنا کے ہیں۔ مہربانی برتنا، کسی شے کو ترتیب سے رکھنا، چننا۔ ناقہ کے معنی خوبصورتی، مہارت اور ہوشیاری کے ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ سات بار معرفہ ہی آیا ہے۔ 7/73,11/64,26/155 آیات میں اسم اشارہ ھٰذَا کے ساتھ معرفہ ہے۔ 7/77,17/59,54/27 آیات میں لام تعریف کے ساتھ معرفہ ہے۔ 91/13 آیت میں نَاقَةَ اللّٰهِ مرکبِ اضافی ہے۔ تمام مقام پر اس ناقہ کا تعلق صالح سلام' علیہ سے ہے۔ یہی وہ خاص النَّاقَةَ ہے جس کو 7/79 آیت میں صالح سلام'' علیہ قَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّيْ فرماتے ہیں کہ میں نے تو اپنے رب کی رسالت تمہیں پہنچا دی ہے۔ گویا نَاقَةَ اللّٰهِ کا قرآن میں اللہ نے صالح سلام' علیہ کی زبانی جو معنی 7/79 میں بتائے ہیں وہ رِسَالَةَ رَبِّي ہے۔ لہٰذا النَّاقَة سے مراد رسالت ہے۔ کیونکہ یہ معنی قرآن نے خود کر دیئے ہیں جس میں کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں ہے۔ تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ کے جملے میں تَاْكُلْ کا لفظ عام طور پر کھانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے پھر النَّاقَةَ کے معنی اونٹنی کر دیئے۔ اب رسالت کے معنی ثابت ہو گئے ہیں تو تَاْكُلْ کے معنی پر بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ تَاْكُلْ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے۔ یہ لفظ تَعْقُلُ کا ہم صوت ہے۔ ہم صوت الفاظ ہم معنی بھی ہوتے ہیں۔ عقل کے معنی سمجھنے، سمجھانے کے ہیں اور عقل ہی سے انسان نگرانی کا کام بھی لیتا ہے۔ اس لئے اس کے معنی نگرانی کرنے کیلئے جا سکتے ہیں اور یہ منصب کتاب اللہ کی شان ہے۔ 26/155 میں ایک اونٹنی کیلئے پانی پینے کی باری مقرر کرنا مناسب نہیں لگتا جب کہ اُس ملک میں بے شمار چشمے ہوں۔ جس کا ذکر 26/146,147 میں ہے۔ اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۝ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ کیا تم کو اس طرح امن کی حالت میں چھوڑ دیا جائے گا؟ 146 ان باغوں اور چشموں میں۔ 26/147 پھر فرمایا ہے کہ یہ النَّاقَة تمہارے لئے آیت ہے یعنی یہ ضابطہ حیات ہے۔ جس سے تم نے نصیحت حاصل کرنی ہے۔ اونٹنی کا قصّہ گھڑ کے ہمارے ہاں جانوروں کی پرستش شروع ہو گئی ہے۔ گائے پرستی اور گھوڑا پرستی تو عام ہے جس کی قرآن سے دلیل دی جاتی ہے جو کہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ'' مِّثْلُنَا ۖ ج فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ'' لَّهَا شِرْبٌ'' وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ نہیں ہے تُو مگر ہمارے جیسا ہی بشر ہے۔ پس تُو کوئی معجزہ لے آ اگر تُو سچوں میں سے ہے۔ 154 اس نے کہا یہ رسالتِ ربی (7/79) ہے جس کو سمجھنا ہے۔ اور تمہیں جوابدہی کے معلوم دن کو سمجھنا ضروری ہے (54/28)۔ 26/155

شِرْبٌ '' 26/155۔ اس کا بنیادی سہ حرفی مادہ ش رب ہے۔ شَرِبَ (س) سگریٹ پینا، پیاسا ہونا اور پانی پینے اور پیاس بجھانے کے بھی ہیں۔ شَرَبَ (ن) کلام سمجھنا۔ اَشْرَبَنِيْ مَا لَمْ اَشْرَبْ اُس نے میرے متعلق ایسا سمجھا ہے جو میں نے نہیں کیا۔ مذکورہ آیت میں کلامِ وحی کو سمجھنا مراد ہے اور پھر آخرت کو سمجھنا مراد ہے۔ ما زال فلان علی شربة وّ احدة فلاں آدمی ہمیشہ ایک طریقہ پر ہی رہا ہے۔ لہٰذا راستہ اور طریقہ کے بھی معنی ہیں۔ اونٹنی اور اُسے پانی پینے پلانے

کا تصوراس لئے مناسب نہیں کہ 26/147 میں جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ کا ذکر ہے کہ بستی میں تو باغات اور چشموں کی کثرت ہے۔ پانی کی کوئی قلت نہیں۔آگے پانی پینے کیلئے باری کا تذکرہ ماقبل کی نفی ہے۔ تاثر یہی ملتا ہے جیسے بستی میں پانی پینے کیلئے ایک ہی گھاٹ ہو۔ پانی کی باری باامرِ مجبوری ہے۔اس ترجمہ سے 26/147 آیت کی نفی ہے۔چشموں کی کثرت۔لہٰذا طرزِ زندگی، دعوٰی، طریقہ اور کلام کی بات ہے۔صالح سلام' علیہ کا کہنا ہے کہ ناقہ یعنی رسالتِ ربی کے طرزِ زندگی، طریقے اور کلام میں اور تمہارے طریقے میں فرق ہے۔ یہ خوبصورت وحی کا کلام ہے جسے تم نے سمجھنا ہے اور یوم آخرت کو سمجھنا ہے۔ یہ ہدایت کا وہ سبق ہے جو یہاں سے ملتا ہے۔اُنہوں نے اس پر غور کرنے کی بجائے مخالفت اور زیادہ شدید کردی۔

اِنَّا مُرْسِلُوا النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَ نَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ '' م بَیْنَهُمْ ج كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَر '' ۝ بے شک ہم رسالت (7/79) بھیجنے والے ہیں جو ان کیلئے ٹیسٹ ہے سوتُو ان کا انتظار کراور صبر کر۔27 اوران کو بتادو یقیناً یہ وحی ان کے درمیان ضابطہ حیات ہے۔ہرعلم کی سوچ و وچار (26/155) اللہ کے ہاں پیش ہونے والی ہے ۔54/28

وَنَبِّئْهُمْ اَنَّ الْمَآءَ قِسْمَةٌ '' م بَیْنَهُمْ ج كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَر ''54/28۔ اَلْمَآءَ معرّف باللّام ہے اور السّماء کے بغیر ہے۔ اس لئے اسکے معنی پانی کے علاوہ کئے جاسکتے ہیں۔وحی زندگی دینے والی تعلیم ہے۔اس لئے اَلْـمَـآءَ کے معنی وحی کرنے کی گنجائش ہے۔مزید قِسْمَة '' اس کی خبر ہے جس کے معنی قانون کے ہوتے ہیں۔

قِسْمَةٌ '' ۔قَسَمَ یَقْسِمُوْنَ کا سہ حرفی مادہ ق س م ہے القسم مصدر ہے جس کے معنی عطیہ، رائے، شک، عادت، بارش، پانی، ہانڈی، گمان پیدا کرنا اور پھر قوت پا کر یقین کرنے کے ہیں۔عرب سفر کی حالت میں پانی کی کمی کی وجہ سے پانی کی تقسیم کے لئے ایک کنکری پانی پینے والے برتن میں ڈالتے تھے۔جب کنکری پانی میں ڈوب جاتی تو وہ پینے کے لئے پانی دیتے تھے۔گویا یہ ایک پیمانہ اور اندازہ تھا جسے وہ القسم کہتے تھے۔وَاِنَّهٗ لَقَسَم '' لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِیْم '' ترجمہ۔اور یہ بڑے عظمت والے قانون کی ایک شہادت ہے اگر تم جانتے ہو 56/76 آیتِ کریمہ میں اللہ نے قسم '' عظیم '' کے الفاظ قرآنِ کریم کے لئے استعمال کئے ہیں۔56/77 آیت میں قَسَم '' ہی کو اللہ نے لَقُرْاٰن '' کَرِیْم '' کہا ہے۔القسم کے بنیادی معنوں میں بانٹنا، تجزیہ کرنا، متفرق کرنا، شہادت دینے اور اندازہ کرنے کے ہیں اور اندازہ کرنا پیمانہ بنانے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔اس لئے قِسْمَة '' کے معنی بھی قانون اور ضابطہ کے ہوں گے۔

☆فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ☆